سوال

(418) حاجی سے ملتے وقت کیا کہنا چاہیے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۲۳ میں ایک حدیث ہے :

«عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ا ﷺ إِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْه وَمُرْه اَنْ يَسْتَغْفِرَلَکَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتَه فَاِنَّه مَغْفُوْرٌلَّه رواه احمد»

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو حاجی کو ملے تو اس کو سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور اس کو کہہ کہ وہ تیرے لیے استغفار کرے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کیونکہ اس کی بخشش ہو چکی ہے'' یہ حدیث مسند امام احمد میں جلد دوم ص ۶۹ میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں آپ جناب اور حضرت الحافظ عبدالسلام صاحب دونوں سے گزارش ہے کہ

(1) سند کے لحاظ سے اس کی کیا اتھارٹی ہے ؟ (2) عام فہم ترجمہ کے مطابق اس کا مفہوم کیا ہے ؟

جو میرے ذہن میں اشکال ہے اس کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ آپ کو میرا مقصد سمجھ آ جائے۔ یہاں گھر میں داخل ہونے کی شرط لگائی گئی ہے یہ تو سمجھ میں بات آتی ہے کہ گھر میں داخل ہونے تک وہ مسافر تھا گھر پہنچ گیا سفر ختم ہوا لیکن مغفورلہ کا رتبہ اس کے ساتھ جب تک وہ کوئی گناہ نہیں کرتا قائم رہے گا یا گھر میں داخل ہوتے ہی وہ فضیلت بھی ختم ہو جائے گی ؟ گھر میں داخل ہونا کوئی گناہ کا کام تو نہیں ہے۔ امید ہے آپ مختصر مگر جامع تشریح فرما کر عنداللہ اجر حاصل کریں گے ؟

نوٹ : اگر ممکن ہوسکے تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اقوال کی روشنی میں حدیث کی سند کی تحلیل فرمانا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(1) جس حدیث کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا اس کی بابت محدث وقت فقیہ دوراں عالم ربانی شیخ البانی حفظہ اللہ تعالیٰ مشکوٰۃ کی تعلیق میں لکھتے ہیں : ''واسنادہ ضعیف'' (ص ۷۷۸) شارح مشکوٰۃ صاحب مرعاۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''(رواہ أحمد) (ج ۲ : ص ۱۲۸، ۶۹) بسند ضعیف ورمز السیوطی فی الجامع الصغیر لحسنہ، ولیس کما قال ففی سندہ محمد بن عبدالرحمن ابن البیلمانی وہو ضعیف وقد اتہمہ ابن عدی وابن حبان وممن جزم بضعفہ الحافظ الہیثمی حیث قال (ج ۴ : ۱۶) بعد ذکرہ : رواہ أحمد وفیہ محمد بن البیلمانی وہو ضعیف۔ (ج ۶ ص ۳۱۰)''

(2)جب یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی جیسا کہ تفصیل کر دی گئی ہے تواسکے ترجمہ ، مفہوم اور مطلب پر بحث کا کوئی فائدہ نہیں تاہم اتنی بات ذہن میں رکھیں کہ «قَبلَ اَن یَدخلَ بَیتَہ» «مُرہُ اَن یَستَغفِرَ لَکَ» کی طرف ہے «فَاِنَّہ مَغفُورٌ لَہُ» کی ظرف نہیں اس حدیث سے تو بوجہ ضعف کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا البتہ صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج مبرور سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں چنانچہ بخاری ومسلم کی مرفوع حدیث ہے :

«مَن حَجَّ لِلّٰہِ فَلَم یَرفُث وَلَم یَفسُق رَجَعَ کَیَوم وَلَدَتہُ اُمُّہُ» (بخاری کتاب الحج باب فضل الحج المرور)

''جس نے اللہ کی خوشنودی کےلیے حج کیا اور جماع اور نافرمانی خدا کی نہیں کی وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر لوٹتا ہے جس طرح اس کی ماں نے اس کو جنا تھا''

(3) صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ہے کہ انہوں نے اہل مکہ کو ایک مکتوب لکھا جس میں وہ ان کو ایک خاص مقصد وغرض کے تحت رسول اللہﷺ اور مسلمانوں کے ان پر حملہ کرنے کے منصوبے سے آگاہ کرنا چاہتے تھے قصہ مختصر ان کا یہ مکتوب پکڑا گیا انہیں بلایا گیا جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غیظ وغضب میں آگئے رسول اللہﷺ نے انہیں سمجھایا یہ حاطب رضی اللہ عنہ غزوئہ بدر میں شریک وحاضر تھے اور بدریوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا : «اِعمَلُوا مَا شِئتُم قَد غَفَرتُ لَکُم» (بخاری-کتاب التفسیر-سورۃ الممتحنۃ) دیکھئے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی یہ لغزش بعد کی ہے مگر اس کی مغفرت ومعافی کا اعلان پہلے ہوچکا ہے اس لیے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہﷺ میں کسی کے متعلق مغفرت ومعافی کا اعلان آجائے تو اس سے سابقہ ولاحقہ گناہوں کی مغفرت ومعافی ہی مراد ہوتی ہے الا یہ کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہﷺ میں کہیں اس کی تقیید وتوقیت وارد ہوجائے جیسا کہ حج میں گزرا ہے پھر روزہ وقیام رمضان میں اور دیگر کئی ایک اعمال صالحہ میں وارد ہوا ہے «غُفِرَ لَہُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِہِ» (متفق علیہ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام ومسائل

حج وعمرہ کے مسائل ج1ص297

محدث فتویٰ